

www.HallaGulla.com

دشمنوں کے درمیان شام

منیر نیازی

Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com

انتساب

امام حسین علیہ السلام کے نام

Virtual Home
for Real People

ترتیب

10	:	وصال کی خواہش
11	:	ایک خیال
11	:	شام، خوف، رنگ
11	:	خوبصورت خیال
12	:	وہ دونوں
12	:	مینہ، ہوا اور اجنبی شہر
13	:	ساتھیوں کی تلاش
13	:	دیکھنے والے کی الجھن
14	:	آدمی
15	:	گزر گاہ پر تماشا
16	:	ساحلی گاہ پر تماشا
16	:	ساتواں درکھانے کا سماں
17	:	حسن میں گناہ کی خواہش
17	:	دشمنوں کے درمیان شام
18	:	کھسار مری میں سردیاں
18	:	ڈھا کہ کے بلد باغات میں تماشا
19	:	دُھوپ میں ایک غیر آباد شہر کا نظارہ
19	:	دُھوپ میں دوسفید عورتیں
20	:	شبِ ماہ میں سیر کے دوران

- 20 : میں جیسا بچپن میں تھا
- 21 : زندگی کی رنگارنگی
- 21 : اپنے گھر کے صحن میں
- 22 : خدا کو اپنے ہم زاد کا انتظار
- 22 : ایک دُھندلا سا خواب
- 23 : ہونے کا غم کس کو نہیں
- 23 : ایک لمحہ تیز سفر کا
- 24 : ایک بہادر کی موت
- 24 : ایک شہر میں شام
- 25 : آدھی رات میں ایک نیم وادریچہ
- 25 : سیرِ سحرِ آبِ زارِ بنگال
- 26 : ایک دوزخی شہر پر بادلوں کے لیے دُعا
- 27 : بے سود سفر کے بعد آرام کا پل
- 28 : حرفِ سادہ و رنگین

غزلیں

- 30 : کس انوکھے دشت میں ہواے غزالانِ ختن:
- 31 : دیتی نہیں اماں جو زمین آسماں تو ہے
- 31 : جمالِ یار کا دفتر رقم نہیں ہوتا
- 32 : وہ اک خیال جو اس شوخ کی نگاہ میں تھا
- 33 : ابر میں برق کے گلزار دکھاتے اس کو
- 34 : بے صدا سنگ و دریا کیلے

- 35 : اک تیز تیز تھا کہ لگا اور نکل گیا
- 35 : صحن کو چمکا گئی بلیوں کو گلیا کر گئی
- 36 : اس شہر سنگ دل کو جلا دینا چاہیے
- 37 : دل خوف میں ہے عالم فانی کو دیکھ کر
- 38 : توند نشہ خمار سا نکلا
- 38 : اُس شہر کے یہیں کہیں ہونے کا رنگ ہے
- 39 : شب وصال میں دُوری کا خواب کیوں آیا
- 40 : قراء ہجر میں اس کے شراب میں ملا
- 41 : ہری ٹہنیوں کے نگر پر گئے
- 42 : چمن میں رنگ بہار اُترا تو میں نے دیکھا
- 43 : شعاع مہر منور شبوں سے پیدا ہو
- 44 : سن بستیوں کا حال جو حد سے گزر گئیں
- 44 : بس ایک ماہِ جنہوں خیز کی ضیا کے سوا
- 45 : کیسی ہے را ہگزار وہ دیکھیں گے جا کے اب
- 46 : بھیروں بہار کا خیال
- 47 : ایک احتمال
- 47 : خزاں زدہ باغ پر بوند باندی

Virtual Home
for Real People

تعارف

ایسا لگتا ہے کہ موسم سب ایک مہیب چھٹپٹے کی دھند، خاموش اور اجاڑ پن میں گھرے ہوئے اپنا راستہ پہچاننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں پتا نہیں کہ مشرق کدھر ہے اور مغرب کدھر، اور یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ چھٹیاں صبح کا ہے یا شام کا، تھوڑی تھوڑی دیر بعد نیا دن ہمارے لیے نئے عزائم اور صعوبتیں لے کر آئے گا یا رات کسی عذاب کی طرح ہم پر نازل ہوگی۔ سیاہ رات جس میں ہم شاید راستوں کے ساتھ ساتھ اپنے وجود کی سرحدوں کو بھی بھول جائیں گے، کون جانے؟

نذبذب کی اس فضا میں ہر منزل، گروپش کا سارا منظر، غرضیکہ زمین اور آسمان نادیدہ اور نامعلوم خطروں سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، دوسرے آدمیوں کی دھند میں مٹی مٹی شکلیں ارتتی پر اسرار اور غیر حقیقی ہیں کہ ان سے خوف آتا ہے اور دشمنی کی بو۔

”آجکل ہر آدمی دوسرے کو ایک خطرہ سمجھتا ہے۔ یہ ایک عجیب سی بات ہے۔ لیکن آدمی جتنا زیادہ ذہنی اور مثالیت پسند ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ دوسرے کی جسمانی موجودگی کو ایک خطرہ سمجھے گا جو گویا اس کی جان کے درپہ ہے۔“

بات یہ کسی گیلانی نے کہی ہے، نام اس کا لینے سے کیا حاصل یہی اس صدی کی کڑوی سچائی ہے۔ اور یہی کچھڑے ہوئے تمدن کی سرد مہر خوانی شام ہے

یہ چھٹپٹا شام ہی کا ہوگا۔ جب آنکھ رکھنے والا ایک شاعر یہ کہتا ہے اور فضا میں پھیلی ہوئی دشمنی کی بو اور تنہائی کی سائیں سائیں کو اپنی نظموں کے ذریعے مستقل وجود بخشتا جاتا ہے۔ تو اسے جھٹلانا مشکل ہے۔ بے شک، ہم پٹے ہوئے مہرے ہیں۔ شام کو دم گھونٹنے والے، چائیں خانوں کی میزوں پر بیٹھے ہوئے دوست نما دشمن، بسوں میں ایک دوسرے کی جگہ جھیننے پر تلے ہوئے مسافر، دفتر سے لوٹ کر بیوی بچوں پر برسے والے محرز غلگ سے چمٹے ہوئے حریض تو ندل بیو باری اور شام کی لالی گرنوں یا شام کے فوراً بعد نیلی پیلی نیون روشنیوں میں لتھرے ہوئے بے کیف چہرے بابل اور نینوا کی شام! غداروں اور دشمنی کی شام!

لیکن ہمارے دلوں کو ڈھارس دینے اور خود اپنے ذہن کو اجالنے کی خاطر تضاد کو نمایاں کرنے کے لیے، منیر ہمیں اس صبح کی جھلکیاں بھی دکھاتا رہتا ہے۔ جو ہمارا بچپن جب رنگ زندہ ہوا تازہ اور آنکھیں روشن تھیں، اور اس کی خوبصورتی اور صداقت کی جھلکیاں بھی جو بڑھتی ہوئی کمینگی اور بے حسی کے باوجود اب بھی کہیں کہیں دلوں میں چہروں پر، باتوں میں اور فطرت کے مظاہر میں باقی ہیں۔

میر یقین یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی انسان کے قدم پہنچے ہیں وہ اپنی خوشبو اور آہٹ پیچھے چھوڑ گیا۔ یہی وہ ورثہ ہے

جو فطرت کو انسان بنا سکتی ہے۔ ایک اداس کرنے والی خوشبو جو کھنڈروں، پرانی جگہوں، بے چراغ موضوعوں اور بھلائی ہوئی گذر گاہوں سے پھوٹی رہتی ہے، دل کی دھڑکن تیز کرنے والی آہٹ میں عبرتوں اور ہجرتوں کا فسانہ ہے، اسی لیے اداسی بھی، اور منیر ان کا کھوجی ہے ان کے سراغ میں چلتا ہوا وہ چھٹپے سے آگے نکل گیا ہے۔ وہ کی راہ سے مستقبل کو پہنچا ہے اور ہوا اس کی راہ نما ہے کیونکہ ہوا ہی خوشبوؤں اور دوسروں کو پھیلاتی اور مٹاتی ہے اور ہوا میں نوے اور زخم خوردگی کی ایسی کیفیت ہے جو تمام انسانی دکھوں سے ماور معلوم ہوتی ہے، اور وہ ہوا جو اندھیری شام میں کو چلے اور جو آدھی رات کو "خوشبوؤں کے بار پر وکر" کسی راز کی طرح "پھوٹ پھوٹ کر روری ہے" — ان سے زیادہ دل دکھانے والا کون ہے؟

"منیر نیازی کی شاعری کی تین بڑے سبب ہیں "ہوا"، "شام" اور "موت"!

دشمن آدمی کے اندر بھی ہوتے ہیں، باہر بھی۔ شام دل میں بھی ہوتی ہے اور آسمان پر بھی، اندھیرا جھک آنے پر روشنی کی موت کا سوگ ہوا یا شاعر کے سوا کون مناسکتا ہے کہتے ہیں عالم بالا میں ایک بہت پھیلاؤ والا گھنا درخت ہے جس پر ہمیشہ ایک ہی وقت میں خزاں اور بہار چھائی رہتی ہے جب تیز ہوا کے جھونکے آتے ہیں تو کچھ پیلی مرجھائی پتیاں ٹوٹ کر گر جاتی ہیں! اسی طرح نیچے، دنیا میں جہاں فنا کو قیام ہے، فانی انسان مرتے رہتے ہیں۔ یوں مجھے تو ہوا کی آواز میں موت کی ندا سنائی دیتی ہے۔ جو عالم بالا میں پکار پکار کر ہمارے ناموں کے پتے گراتی رہتی ہے "ٹوٹا پتا ڈال سے لے گئی پون اڑا۔" میں سمجھتا ہوں کہ تمام جدائیوں اور محبتوں اور شکستوں میں ہوا کا ہاتھ ہے۔ ہوا کا سدا بول بالا رہے۔

منیر مسافر بھی تو ہے۔ شام کا مسافر۔ کہتے ہیں سفر وسیلہ کا ظفر ہے۔ ہوگا۔ منیر کے ہاں تو سفر وسیلہ خبر ہے۔ نا معلوم کی خبر۔ دراصل یہ سفر ہے ہی ایسی چیز، ایک دفعہ آدمی چل کھڑا ہو تو پھر لوٹتا نہیں۔ تم ان سیمنٹ کے خولوں سے بڑے بڑے جھڑوس شہروں باہر نکلے تاکہ خود کو پاسکو، خواہشات اور علاقے کے "دشت بلا" کو جس نے پار کر لیا سمجھو نروان پالیا۔ صبح ہو یا شام۔ منیر کے ہاں سفر کا ذکر چھڑا رہتا ہے اور مصرعے پرندوں کی طرح پر تو لتے رہتے ہیں۔ منیر شمالی یورپ کے دیوتا (ODIN) کی طرح ہے جس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ دو کوڑے اڑتے رہتے تھے۔ اور کو اتھمیں پتہ ہے، مستقبل کی خبر دیتا ہے کہ کون یا کوئی آئیوا ہے۔ کیا آئیوا ہے؟ اس کی خبر یا جھلک تو منیر کی نظموں ہی میں مل سکتی ہے۔ میں تو یہ بتا سکتا ہوں کی جانے والا کون ہے۔

صبح کا زب کی ہوا میں درد تھا کتنا منیر

ریل کی سیٹی بجی تو دل لہو سے بھر گیا

ریل کی سیٹی سے بڑا اب سفر کا سبب کیا ہوگا؟ رخت سفر باندھ لو _____ میں چلا۔

محمد سلیم الرحمن

منیر نیازی کے شعری تجربوں کا میل ہے جو ہمارے اجتماعی تخیل کا حصہ ہیں۔ دشمنوں کے درمیان شام کی نظمیں اور غزلیں پڑھتے پڑھتے کبھی ان آفت زدہ نہروں کی طرف دھیان جاتا ہے۔ جہاں کوئی خطر پسند شہزادہ رنج سفر کھینچتا جا نکلتا تھا اور خلقت کو خوف کے عالم میں دیکھ کر حیران ہوتا تھا، کبھی عذاب کی زد میں آئی ہوئی ان بستیوں کا خیال آتا ہے، جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے، کبھی حضرت امام حسین کے وقت کا کوفہ نظروں میں گھومنے لگتا ہے۔ اس کے باوجود منیر نیازی، عہد کی شاعری کرنے والوں سے زیادہ عہد کا شاعر نظر آتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے عہد کے اندر ایک آفت زدہ شہر دریافت کیا ہے۔ منیر نیازی کا عہد منیر نیازی کا کوفہ ہے۔ پھر ہر پھر کر شہر کا ذکر بھی ایک معنی رکھتا ہے۔ اس سے شاعر کا اپنے ارد گرد کے ساتھ گہرے رشتے کا پتہ چلتا ہے۔ ان نظموں میں جو استعاروں اور تلمیحوں کا ذخیرہ خرچ ہوا ہے اس سے کام لینے والوں نے یہ کام بھی لیا ہے۔ ارد گرد سے بے تعلق ہو کر اپنی ذات کے پاتال میں اتر گئے۔ مگر منیر نیازی کے یہاں ذخیرہ خارج سے رشتہ استوار کرنے کا فرض انجام دیتا ہے۔ یہ رشتہ بے شک دشمنی کا رشتہ ہے مگر دشمنی کے رشتے میں شدت بہت ہوتی ہے۔

انتظار حسین

Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com



Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com

وصال کی خواہش

کہہ بھی دے اب وہ سب باتیں
جو دل میں پوشیدہ ہیں
سارے روپ دکھا دے مجھ کو
جو اب تک نادیدہ ہیں

ایک ہی رات کے تارے ہیں
ہم دونوں اس کو جانتے ہیں
دوری اور مجبوری کیا ہیں
اس کو بھی پہچانتے ہیں

کیوں پھر دونوں مل نہیں سکتے
کیوں یہ بندھن ٹوٹا ہے
یا کوئی کھوٹ ہے تیرے دل میں
یا میرا کوئی غم جھوٹا ہے

ایک خیال

دنیا سے دور اس کی بھری محفلوں سے دور
 بھٹکا ہے دل ہوا کی طرح منزلوں سے دور
 اُٹھی ہے موجِ درد کوئی دل کے آس پاس
 پھرتی ہے اک صدا سی کہیں ساحلوں سے دور

شام، خوف، رنگ

بجلی کڑک کے تیغ شرر باری گری
 جیسے گھٹا میں رنگ کی دیوار گری
 دیکھا نہ جائے گا وہ سماں شام کا منیر
 جب بامِ غم سے خوشبو کوئی ہار سی گری

خوبصورت خیال

چھوڑو تو چھوٹ جائیں
 پکروں تو ٹوٹ جائیں
 صابن کے بلبلے سے
 رنگین آئینے سے

وہ دونوں

اک تصویر اداس
اک سایہ خاموش
اپنے اپنے خواب میں
بڑی طرح مدحوش

مینہ ہوا اور اجنبی شہر

بارش تھی، دیواروں پر اور کوٹھوں پر
اور گھروں کے گھنے درختوں پر
تند ہوا تھی، چہروں پر، دروازوں پر

اور خالی خالی رستوں پر

روشنیاں تھیں، کہیں کہیں

درگا ہوں میں یا اونچے سردمکانوں میں

ہوگا وہ بھی وہیں کہیں

ویرانوں میں یا مرمر کے ایوانوں میں

ساتھیوں کی تلاش

کچھ اپنے جیسے لوگ ملیں
ان رنگ برنگے شہروں میں

کوئی اپنی جیسی لہر ملے
ان سانپوں جیسی لہروں میں
کوئی تیز، نشیلا زہر ملے
اتنی قسموں کے زہروں میں

ہم بھی نہ گھر سے باہر نکلیں
ان سونی دوپہروں میں

دیکھنے والے کی الجھن

سورج میں جو چہرے دیکھے اب ہیں سپنے سمان

اور شعاعوں میں الجھی سی

گیلے گیلے ہونٹوں کی وہ نئی لال مسکان

جیسے کبھی نہ تھے یہ

چھوٹی چھوٹی اینٹوں والے ٹھنڈے برف مکان

کہاں گئی وہ شام ڈھلے کی

سر سر کرتی تیز ہوا کی دل پر کھچی کمان

اور سپنا جو نیند میں لایا
پوری ادھوری خواہشوں کا
اک درد بھرا طوفان
کیسے کوئی کر سکتا ہے ان میں پہچان

www.HallaGulla.com

آدمی

بھولی باتیں یاد نہ آئیں
کیا کیا کوشش کرتا ہے

کون ہے وہ بس اسی سوچ کے
سائے سے بھی ڈرتا ہے

جیسے سوکھ کے طوفانوں میں
دکھ کا ریلا پھرتا ہے

ساتھ اپنے جمگھٹا لگا کر
آپ اکیلا پھرتا ہے

Virtual Home
for Real People

گزر گاہ پر تماشا

کھلی سڑک ویران پڑی تھی
بہت عجب تھی شام

اونچا قد اور چال نرالی
نظریں خوں آ شام

سارے بدن پر مچا ہوا تھا
رنگوں کا کہرام

لال ہونٹ یوں دہک رہے تھے
جیسے لہو کا جام

ایسا حسن تھا اس لڑکی میں
ٹھٹھک گئے سب لوگ

کیسے خوش خوش چلے تھے گھر کو
لگ کیا کیسا روگ

ساحلی شہر میں ایک رات

روشنیاں ہی روشنیاں اور نوے تھکے جہازوں کے
بارش میں جادو کے منظر کھلے ہوئے درازوں کے

لاکھ جتن سے بھی نہیں مانا
دل کو دکھایا یا بیتے دن کے ہنگاموں کی کا تماشا بھی
شہر ہے سارا پتھر جیسا

میرا بھی دشمن ہے یہ اور اس کے لہو کا پیاسا بھی
میں بھی اپنی سوچ میں گم ہوں
پاگل ہو کر ناچ رہی وہ ہوٹل کی رقاصہ بھی

ساتواں درگھلنے کا سماں

ڈوب چلا ہے زہر میں اس کی آنکھوں کا ہر روپ
دیواروں پر پھیل رہی ہے پھیکی پھیکی دھوپ
سناٹا ہے شہر میں جیسے ایسی ہے آواز
اک دروازہ کھلے گا جیسے کوئی پرانا راز

حسن میں گناہ کی خواہش

حسن تو بس دو طرح کا خواب لگتا ہے مجھے

آگ میں جلتا ہوا

یا برف میں سویا ہوا

درمیاں میں کچھ نہیں

صرف ہلکا سا اچنبھا ، عکس سا اڑتا ہوا
اک خیال انگیز قصہ اپنی آدھی موت کا
اک الم افزا افسانہ شوق کا
اک کنارے سے صدا وہ تو وہ چلتی جائے گی
دور تک اپنے گنہہ پر ہاتھ ملتی جائے گی

دشمنوں کے درمیان شام

پھیلتی ہے شام دیکھو ڈوبتا ہے دن عجب
آسماں پر رنگ دیکھو ہو گیا کیسا غضب
کھیت میں اور ان میں اک روپوش سے دشمن کا شک
سرسراہٹ سانپ کی گندم کی وحشی گر مہک
اک طرف دیوار و در اور جلتی بجھتی بتیاں
اک طرف سر پر کھڑا یہ موت جیسا آسماں

کھسار مری میں سردیاں

چاند نکلا بادلوں سے رات گہری ہوگئی
جیسے یہ دنیا خدا کی گوئی بہری ہوگئی
دیکھ کر وہ مجھ کو ناگن اور زہری ہوگئی
جسم ریشم بن گیا رنگت سنہری ہوگئی
سر کے اوپر شاخ تھی اور اس کے اوپر آسماں
آنکھ اس کی سرخ اور رنگت سنہری ہوگئی

لال پیلی چاندنی برفوں پہ ڈھلتی دیکھنا
بے شمراندھی نظر رنگوں سے جلتی دیکھنا
ایک خواہش سو طرح کے رخ بدلتی دیکھنا

ڈھاکہ کے بلدا باغات میں تماشا

دور تک جاتی ہوئی پتھر کی کالی سیڑھیاں
اور گہرے لال پتے پیڑ کے
گھر کو تکتے دو نگاہیں ایک کالے جسم کی
بن کی پوشیدہ جگہوں کی اوٹ سے
دو عجائب گھر کے کمرے ایک خونی داستان
خوب صورت مردوزن کی انجمن آرائیاں
اپنی حد سے آگے بڑھ کر گرم خوں کی تیزیاں
بے وفائی کی پرانی رسم کے سودوزیاں

چھپ چلیں، فلاک پر دیکھوں شفق کی سرخیاں
 اک پرانی شب کا قصہ چھیڑ کے
 دور تک جاتی ہوئی پتھر کی خالی سیڑھیاں
 اور گہرے لال پتے پیڑ کے

www.HallaGulla.com

دُھوپ میں ایک غیر آباد شہر کا نظارہ

ایک کنواں تھا بیچ میں اک پتیل کا مور
 خالی شہر ڈراؤنا کھڑا تھا چاروں اور

دُھوپ میں دو سفید عورتیں

ادھر تھا مندر پھیروں کا
 ادھر ہوا تھی راہوں میں
 دھوپ تھا شیشہ چاندی کا
 چمک گیا جو نگاہوں میں

شبِ ماہ میں سیر کے دوران

www.HallaGulla.com

ایک مکان کے دس درازے
کھلے پڑے ہیں سارے
اندر باہر کوئی نہیں
کوئی چاہے لاکھ پکارے

میں جیسا بچپن میں تھا

میں جیسا بچپن میں تھا
اُسی طرح میں اب تک ہوں
کھلے باغ کو دیکھ کر
بری طرح حیران
آس پاس مرے کیا ہوتا ہے
اس سب سے انجان

Virtual Home
for Real People

زندگی کی رنگارنگی

www.HallaGulla.com

دکھ بھی تھا اس کو شادی کا
خوش بھی ہے وہ دیکھو کتنی

اپنے گھر کے صحن میں

دیواروں پر ہری بیل ہے
اس سے اوپر تارے ہیں
سب سے اوپر کھلا آسمان
اور اس کے نظارے ہیں

Virtual Home
for Real People

خُدا کو اپنے ہم زاد کا انتظار

اداس ہے تو بہت خدایا !
کوئی نہ تجھ کو سنانے آیا !

وہ سر جو تیرے اجاڑ دل میں
چراغ بن کر چمک رہی ہے
کوئی نہ تجھ کو دکھانے آیا

عجیب حسن مہیب جیسی
خلش جو دل میں کھٹک رہی ہے

ایک دھندلا سا خواب

کچھی کمان سی نئے چاند کی

اور اس کی خوشبو

آس پاس گہرے رنگوں کا

زہریلا جادو

ایک پیڑ اور ایک سانپ سا

اک میں اور اک تو

Virtual Home
for Real People

ہونے کا غم کس کو نہیں

ہونے کا غم اسے بھی ہے

اور مجھ کو بھی

کبھی نہ ہونے کا اندیشہ

اسے بھی ہے اور مجھ کو بھی

ایک لمحہ تیز سفر کا

اک ربن کسی کی زلفوں کا
 بیمار مہک کسی جنگل کی
 رنگین جھلک کسی بادل کی

دروازے بڑے مکانوں کے
 کچھ پھول کھلے ولانوں کے
 کچھ رنگ چھپے ویرانوں کے
 فانوس کھلی دکانوں کے

اک لڑی میں اڑتے آتے ہیں
 اور واپس مرتے جاتے ہیں

ایک بہادر کی موت

زخمی دشمن حیرت میں ہے
ایسا بھی ہو سکتا ہے
اس کو شاید خبر نہیں تھی
اب وہ گہری حیرت میں ہے

آسمان پر رب ہے اس کا اور صدائیں یاروں کی
آس پاس شکلیں میں اس کے لہولہان سواروں کی
دل میں اس کے خلش ہے کوئی ، شاید گئی بہاروں کی
کھیل ذرا انہونی کے دیکھو اور جفا غداروں کی
فتح کے موت ملی اسے گھر دور دیاروں کی

ایک شہر میں شام

چلی ہوائیں باغوں میں
اڑے ہیں رنگ چراغوں میں
چھپا ہے غم آوازوں میں
کھلے ہوئے دروازوں میں

آدھی رات میں ایک نیم وادریچہ

آدھا چہرہ روشنی میں ہے آدھا کالے پردے میں
ایک آنکھ ہے سورج جیسی ایک ہے کالے پردے میں
بھید نہ اب تک باہر آیا آدھے گرے نقابوں سے
آنکھ ہمیشہ گھری رہی ظاہر اور چھپے سراہوں سے

سیرِ سحر آب زار بنگال

رخصت سرما کی صبح سرد، نم، ہنگین
خواب خاموشی کی تہ میں اک جھلک رنگین سی

بانس کا جنگل، ہوا، پانی، پرانی جھیل کا
سبز ڈر پر رنگ جیسے آسمان کے نیل کا

گرتے جاتے شہر دونوں سمت اک انبار میں
کھینچتی جاتی خاک میاں ایک ہی رفتار میں

ہلتے جاتے نقش سے کچھ پھیلتی دیوار پر
بجھ کے گرتے حرف سے حد سفر آثار پر

ہر طرف خوشبو ہوا میں بن میں اقرب آب کی
ایک پر اسرار خواہش دل میں مرگ آب کی

ایک دوزخی شہر پر بادلوں کے لیے دُعا

www.HallaGulla.com

گرم رنگ پھولوں کا
گرم تھی مہک ان کی
گرم خون آنکھوں میں
تیز تھی چمک ان کی

سوچتا میں کیا اس کو
اس حسیں کی باتوں کو
دیکھتا میں کیا اس کے
خاک رنگ ہاتھوں کو

خوف تھا تمازت میں
عیش شب کی شدت کا
در کھلا تھا دوزخ کا
لمس لب کی حدت کا

میں جواب کیا دیتا
اس کی ان اداؤں کا
ایک شہر مردہ میں
دور کی نداؤں کا

سحر زرد باطن میں
 پانچ بند اسموں کا
 بن گیا تھا جسموں میں
 زہر پانچ قسموں کا

بے سُو سفر کے بعد آرام کا پل

پھر ہری بیلوں کے نیچے بیٹھنا شام و سحر
 پھر وہی خواب تمنا پھر وہی دیوار و در

بلبلیں، اشجار، گھر، شمس و قمر
 خوف میں لذت کے مسکن، جسم پر ان کا اثر

موسموں کے آنے جانے کے وہی پر نشان
 سات رنگوں کے نیلے فلک تک پرفشاں

صبح دم سونے محلے پھیکی پھیکی سہ پہر
 پھول گرتے دیکھنا شاخوں سے فرش شام پر

خواب اس کے دیکھنا موجود تھا جو بام پر
 خواب اس بیلوں کے نیچے بیٹھنا شام و صحر

حرف سادہ ورنکیں

اک کلی گلاب کی
 کوچہ چمن میں بھی ہے
 یاد ایک خواب کی
 شام کے گنگن میں ہے
 اسم سبز باب کا
 پر فریب بن میں ہے
 نقش اک شباب کا
 سایہ کہن میں ہے
 اک پکارتی صدا
 جبر کے گہن میں ہے
 دور دور تک ہوا
 کوہ اور دامن میں ہے

Virtual Home
for Real People

www.HallaGulla.com



Virtual Home
for Real People



کس انوکھے دشت میں ہواے غزل الان ختن
یا د آتا ہے تمہیں بھی اب کبھی اپنا وطن

خوں رلاتی ہے مجھے اک اجنبی چہرے کی یاد
رات دن رہتا ہے آنکھوں میں وہی لعلِ یمن

عطر میں ڈوبی ہوئی ہے کوئے جاناں کی ہوا
آہ اس کا پیرہن اور اس کا صندل سا بدن

رات اب ڈھلنے لگی ہے بستیاں خاموش ہیں
تو مجھے سونے نہیں دیتی مرے جی کی جلن

یہ بھہو لال مکھ ہے اس پری وش کا منیر
یا شعاعِ ماہ سے روشن گلابوں کا چمن!

Virtual Home
for Real People



دیتی نہیں اماں جو زمیں آسماں تو ہے
کہنے کو اپنے دل سے کوئی داستاں تو ہے

یوں تو ہے رنگ زرد مگر ہونٹ لال ہیں
صحرا کی وسعتوں میں کہیں گلستاں تو ہے

اک چیل ایک ممٹی پہ بیٹھی ہے دھوپ میں
گلیاں اجڑ گئی ہیں مگر پاسباں تو ہے

آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے

مجھ سے بہت قریب ہے تو پھر بھی اے منیر
پردہ سا کوئی میرے ترے درمیان تو ہے



جمالِ یار کا دفتر رقم نہیں ہوتا
کسی جتن سے بھی یہ کام کم نہیں ہوتا

تمام اجڑے خرابے حسین نہیں ہوتے
ہر اک پرانا مکان قصرے جم نہیں ہوتا

تمام عمر رہ رفتگاں کو تکتی رہے
کسی نگاہ میں اتنا تو دم نہیں ہوتا

یہی سزا ہے میری اب جو میں اکیلا ہوں
کہ میرا سر ترے آگے بھی خم نہیں ہوتا

وہ بے حسی ہے مسلسل شکستِ دل سے منیر
کوئی پچھڑ کے چلا جائے غم نہیں ہوتا



وہ اک خیال جو اس شوخ کی نگاہ میں تھا
اسی کا عکس مرے دل کی سرد آہ میں تھا

اسی طرح وہ پرانی بہار باقی تھی
عجیب حسن سا اس حزنِ بارگاہ میں تھا

شفق کا رنگ جھلکتا تھا لال شیشوں میں
تمام اجڑا مکاں شام کی پناہ میں تھا

میں اُس کو دیکھ کے چپ تھا اسی کی شادی میں
مزا تو سارا اسی رسم کے نباہ میں تھا

سواد شہر پہ رک گیا تھا میں تو منیر
اور ایک دشت بلا میرے گھر کی راہ میں تھا



ابر میں برق کے گلزار دکھاتے اس کو
کاش اس رات کبھی جا کے جگاتے اس کو

شہ نشینوں پہ ہوا پھرتی ہے کھوئی کھوئی
اب کہاں ہے وہ مکیں یہ تو بتاتے اس کو

وہ جو پاس آ کے یونہی چپ سا کھڑا رہتا تھا
اس کی تو خوش تھی یہی تم ہی بلاتے اس کو

نغمہ ساری کی طلب تھی یہ محبت تو نہ تھی
درد جب دل میں اٹھا تھا تو چھپاتے اس کو

فائدہ کیا ہے اگر اب وہ ملے بھی تو منیر
عمر تو بیت گئی راہ پہ لاتے اس کو



یہ بے صدا سنگ دور اکیلے
اجاڑ سنسان گھر اکیلے

چلے چوبی کے مستیوں میں
گئے کہناں بے خبر اکیلے

مہیب بن تھا چہار جانب
کٹا تھا سارا سفر اکیلے

ہوا سی رنگوں میں چل رہی ہے
کھڑے ہے وہ بام پر اکیلے

ہے شام کی زرد دھوپ سر پر
ہوں جیسے دن میں نگر اکیلے

منیر گھر سے نکل کے ہم بھی
پھرے بہت در بدر اکیلے



اک تیز تھا کہ لگا اور نکل گیا
ماری جو چیخ ریل نے جنگل دہل گیا

سو یا ہوا تھا شہر کسی سانپ کی طرح
میں دیکھتا ہی رہ گیا اور چاند ڈھل گیا

خواہش کی گرمیاں تھیں عجب ان کے جسم میں
خواباں کی صحبتوں میں میرا خون جل گیا

تھی شام زہر رنگ میں ڈوبی ہوئی کھڑی
پھر اک ذرا سی دیر میں منظر بدل گیا

مدت کے بعد آج اسے دیکھ کر منیر
اک بار دل تو دھڑکا مگر پھر سنبھل گیا



صحن کو چمکا گئی بیلوں کو گیلا کر گئی
رات بارش کی فلک کو نیلا کر گئی

دھوپ ہے اور زرد پھولوں کے شجر ہر راہ پر
اک ضیائے زہر سب سڑکوں کو پیلا کر گئی

کچھ تو اس کے اپنے دل کا درد بھی شامل ہی تھا
کچھ نشے کی لہر بھی اس کو سریلا کر گئی

بیٹھ کر میں لکھ گیا ہوں درد دل کا ماجرا
خون کی اک بوند کاغذ کو رنگیلا کر گئی



اس شہر کو جلا دینا چاہیے
پھر اس کی خاک کو بھی اڑا دینا چاہیے

ملتی نہیں پناہ ہمیں جس زمیں پر
اک حشر اس زمیں پہ اٹھا دینا چاہیے

حد سے گزر گئی ہے یہاں رسم قاہری
اس دہر کو اب اس کی سزا دینا چاہیے

اک تیز رعد جیسی صدا ہر مکان میں
لوگوں کو ان کے گھر میں ڈرا دینا چاہیے

گم ہو چلے تو تم تو بہت خود میں اے منیر
دنیا کو کچھ تو اپنا پتہ دینا چاہیے



دل خوف میں ہے عالم فانی کو دیکھ کر
آتی ہے یاد موت کی پانی دیکھ کر

ہے باب شہر مردہ گزرگاہ باد شام
میں چپ ہوں اس جگہ کی گرانی کو دیکھ کر

ہل سی رہی ہے حد سفر فرط شوق سے
دھندلا رہے ہیں حرف معانی کو دیکھ کر

آرزو ہے مکان میں میں خاک زمیں بھی
چیزوں میں شوق نقل مکانی کو دیکھ کر

ہے آنکھ سرخ اس لب لعلیں کے عکس سے
دل خوں ہے اس کی شعلہ بیانی کو دیکھ کر

پردہ اٹھا تو جیسے یقیں بھی اٹھا منیر
گھبرا اٹھا ہوں سامنے ثانی کو دیکھ کر



تند نشہ خمار سا نکلا
آسمان بھی غبار سا نکلا

کیا اندھیرے میں روشنی سی رہی
رنگ لب کا شرار سا نکلا

تلخی غم نکل گئی دل سے
جسم سے اک بخار سا نکلا

دیکھ کر حسن دشت حیراں ہوں
یہ تو منظر دیار سا نکلا

میں ہوں پیار وصل گل سے منیر
شوق دل مرگ زار سا نکلا



Virtual Home
for Real People

اس شہر کے یہیں کہیں ہونے کا رنگ ہے
اس خاک میں کہیں کہیں سونے کا رنگ ہے

پائیں چمن ہے خود رو درختوں کا جھنڈا سا
محراب درپہ اس کے نہ ہونے کا رنگ ہے

طوفان ابرو باد ملا ساحلوں پہ ہے
دریا کی خامشی میں ڈبونے کا رنگ ہے

اس عہد سے وفا کا صلہ مرگ رائگاں
اس کی فضا میں ہر گھڑی کھونے کا رنگ ہے

سرخ ہے جو گلاب سی آنکھوں میں اے منیر
خار بہار دل میں چھونے کا رنگ ہے



شب وصال میں دُوری کا خواب کیوں آیا
کمال فتح میں یہ ڈر کا باب کیوں آیا

دلوں میں اب کے برس اتنے وہم کیوں جاگے
بلاد صبر میں اب اضطراب کیوں آیا

ہے آب گل پہ عجیب اس بہار گزراں میں
چمن میں اب کے گل بے حساب کیوں آیا

اگر وہی تھا تو رخ پہ وہ بے رخی کیا تھی
ذرا سے ہجر میں یہ انقلاب کیوں آیا

بس ایک ہو کا تماشا تمام سمتوں پر
مری صدا کے سفر میں سراب کیوں آیا

میں خوش نہیں ہوں بہت دور اس سے ہونے پر
جو میں نہیں تھا تو اس پر شباب کیوں آیا

اڑا ہے شعلہ برق ابر کی فسیلوں پر
یہ اس بلا کے مقابل سحاب کیوں آیا

یقین کس لیے اس پر سے اٹھ گیا ہے منیر
تمہارے سر پہ یہ شک کا عذاب کیوں آیا



قرار ہجر میں اس کے شراب میں نہ ملا
وہ رنگ اس گل رعنا کا خواب میں نہ ملا

عجب کشش تھی نظر پر سراب صحرا سے
گہر مگر وہ نظر کا اس آب میں نہ ملا

بس ایک ہجرت دائم گھروں زمینوں سے
نشان مرکز دل اضطراب میں نہ ملا

سفر میں دھوپ کا منظر تھا اور سائے کا اور
ملا جو مہر میں مجھ کو سحاب میں نہ ملا

ہوا نہ پیدا وہ شعلہ جو علم سے اٹھتا
یہ شہر مردہ صحیفوں کے باب میں نہ ملا

مکاں بنا نہ یہاں اس دیار شر میں منیر
یہ قصر شوق نگر کے عذاب میں نہ ملا



ہری ٹہنیوں کے نگر پر گئے
ہوا کے پرندے شجر پر گئے

اک آسیب زر ان مکانوں میں ہے
مکیں اس جگہ کے سفر پر گئے

بہت دھند ہے اور وہ نقش قدم
خدا جانے کد رہ گزر پر گئے

کہ جیسے ابھی تھا یہاں پر کوئی
گماں کیسے خواب سحر پر گئے

کئی رنگ پیدا ہوئے برق سے
کئی عکس دیوار و در پر گئے

وہی حسن دیوانہ گر طرف
سبھی رخ اسی کے اثر پر گئے

منیر آج اتنی اداسی ہے کیوں
یہ کیا سائے سے بحر و بر پر گئے



چمن میں رنگ بہار اترا تو میں نے دیکھا
نظر سے دل کا غبار اترا تو میں نے دیکھا

میں نیم شب آسمان کی وسعت کو دیکھتا تھا
زمین پہ وہ حسن زار اترا تو میں نے دیکھا

گلی کے باہر تمام منظر بدل گئے تھے
جو سایہ کوئے یار اترا تو میں نے دیکھا

خمار مے میں وہ چہرہ کچھ اور الگ رہا تھا
دم سحر جب خمار اترا تو میں نے دیکھا

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو
میں اک دریا کے پار اترا تو میں نے دیکھا



شعاع مہر منور شبوں سے پیدا ہو

متاع خواب مسرت غموں سے پیدا ہو

مری نظر سے جو گم ہو گیا وہ ظاہر ہو

صراط شہر صفا الجھنوں سے پیدا ہو

گل مراد! سردشت نامرادی کھل

رخ نگار وفا محملوں سے پیدا ہو

گماں نہیں ہوتی مجھے جس سمت سے وہاں سے آ

جو میں نے نہیں دیکھی ان جگہوں سے پیدا ہو

ہویدہ ہو دم زندہ ہجوم مردہ سے

اے اصل شوق غلط خواہشوں سے پیدا ہو

مثال قوس قزح بارشوں کے بعد نکل!

جمال رنگ ، کھلے منظروں سے پیدا ہو

فروغ اسم محمد ہو بستیوں میں منیر

قدیم یاد ، نئے مسکینوں سے پیدا ہو



سن بستیوں کا حال جو حد سے گزر گئیں
ان امتوں کا ذکر جو رستوں میں مر گئیں

کر یاد ان دنوں کو کہ آباد تھیں یہاں
گلیاں جو خاک و خون کی دہشت سے بھر گئیں

صرصر کی زد میں آئے ہوئے بام و در کو دیکھ
کیسی ہوائیں کیسا نگر سرد کر گئیں

کیا باب تھے یہاں جو صدا سے نہیں کھلے
کیسی دعائیں تھیں جو یہاں بے اثر گئیں

تہا اجاڑ برجوں میں پھرتا ہے تو منیر
وہ زر فشانیاں ترے رخ کی کدھر گئیں



Virtual Home
for Real People

بس ایک ماہ جنوں خیز کی ضیا کے سوا
نگر میں کچھ نہیں باقی رہا ہوا کے سوا

ہے ایک اور بھی صورت کہیں مری ہی طرح
اک اور شہر بھی ہے قریہ صدا کو سوا

اک اور سمت بھی ہے اس سے جا کے ملنے کی
نشان اور بھی ہے اک نشان پا کے سوا

زوال عصر ہے کونے میں اور گداگر ہیں
کھلا نہیں کوئی درباب التجا کے سوا

میری خواہشیں باعث ہیں میرے غم کی منیر
عذاب مجھ پہ نہیں حرف مدعا کے سوا



کیسی ہے رہ گزار وہ دیکھیں گے جا کے اب اسے
بیت گئے برس بہت دیکھا تھا ہم نے جب اسے

جاگے گا خواب ہجر سے آئے گا لوٹ کر یہیں
دیکھیں گے خوف و شوق سے روزوں و در سے سب اسے

صحرا نہیں یہ شہر ہے اور بھی لوگ ہیں یہاں
چاروں طرف مکان ہیں اتنا ہے ہوش کب اسے

کہنے کو بات کچھ نہیں جانا ہے اس کو تجھ کو بھی
کیوں تو کھڑا ہے راہ میں روک کے بے سبب اسے

باغوں میں جا ، اے خوش نوا آئی بسنت کی ہوا
 زرد ہوا ہے بن عجب ، جادو چڑھا عجب اسے

اک اک ورق ہے باب زر تیری غزل کا اے منیر
 جب یہ کتاب ہو چکے جا کے دکھانا تب اسے

بھیروں بہار کا خیال

لاگی لاگن گھر گھر
 پت جھڑکی ہے بہار
 آنکھوں میں انتظار
 ڈھلے چاند دل کے پار
 لاگی لگن —————

ایک اجنبی دیار
 چلے ہوا سوگوار
 دل میں وہم بے شمار
 ایک درد کی پکار
 آرہی ہے بار بار
 لاگی لگن —————

ایک احتمال

شاید وہ ملے انہی راہوں پر جن راہوں پر چھوڑا تھا اسے
کرنوں کی کلیاں چنتے ہوئے
مری جانب دوڑتے آتے ہوئے
مری جانب دوڑتے آتے ہوئے پھر رک واپس جاتے ہوئے
شاید وہی موسم اب تک ہو جس میں دیکھتا تھا اسے

خزاں زدہ باغ پر بوندا باندی

آمد باراں کا سناٹا
کبھی کبھی اس سناٹے میں ٹوٹ کے گرتے پتے
دیو آسا اشجار کھڑے ہیں
کہیں کہیں اشجار تلے ویران پرانے رستے
لے کے چلیں آوارہ ہوائیں

ایک نشانی اس کی جو تھی اس کو واپس پہنچانے
آج بہت دن بعد آئی ہے شام یہ چادر تانے
اک وعدہ جو میں نے کیا تھا اس کی یاد دلانے

آج بہت دن بعد ملے تھے گہری پیاس اور پانی
ساحلوں جیسا حسن کسی کا اور میری حیرانی

:: :: ::

www.HallaGulla.com



**Virtual Home
for Real People**